حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

جہاد میں کامیابی کا مدار قلت و کثرت پر نہیں

مادی دنیا کے نزدیک قلت و کثرت کا سوال ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فوجی نقطہ نظر سے حملہ آور فوج کے لئے کم از کم تین گنا ہونا لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن روحانی دنیا اور اسلامی تعلیم قلت و کثرت کو برائے نام ایک سبب سمجھتی اور محض ثانوی درجہ دیتی ہے مجاہدین اسلام کی فتح و نصرت اور کامرانی کا اصل راز اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر اعتماد اور بھروسہ اور اسی کو مستعان یقین کرنے میں ہی مضمر بلکہ عیاں ہے۔ قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين (البقرہ: ۳۳)

"بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اور تاریخ اسلام میں مجاہدین اسلام کے سنہری کارنامے اس کا بین اور واضح ثبوت ہیں۔ غزوہ بدر میں صرف تین سو تیرہ جاں نثاروں کی بے مثال بہادری اور دلیرانہ مقابلہ میں ایک ہزار مسلح آہن پوش فوج کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔ ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کے پاس سامان جنگ کیا تھا؟ صرف آٹھ تلواریں، چھ زرہیں، ستر اونٹ اور دو گھوڑے۔ مگر فتح مسلمانوں کے لئے مقدر تھی کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور حق کی خاطر لڑ رہے تھے۔

جہاد احد میں سات سو مسلمان تھے اور مقابلہ میں تین ہزار کافر تھے مگر بالآخر میدان مسلمان کے ہاتھ میں رہا۔

جنگ خندق میں تین ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں چوبیس ہزار سے زیادہ کفر کی فوجوں کا تلاطم خیز سمندر تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید اور امداد نے بالآخر کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور وہ تقریباً ایک ماہ تک مدینہ طیبہ کا محاصرہ جاری رکھنے کے بعد بھی بے نیل مرام واپس چلے گئے اور ان کے ناپاک ارادے دل ہی میں مدفون ہو گئے۔

خیبر کی لڑائی میں سولہ سو (بلکہ صحیح روایت کے مطابق پندرہ سو) مجاہدین اسلام کا مقابلہ بیس ہزار یہودیوں سے ہوا اور چند دن کی صبر آزما لڑائی کے بعد خیبر کا سارا علاقہ فتح ہو گیا اور یہود نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس لڑائی میں صرف بیس مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہودی جہنم واصل ہوئے (تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۵۶ مرتبہ دارالمصنفین اعظم گڑھ)

جنگ قادسیہ میں ۳۰ تیس ہزار سے کچھ زائد مسلمان تھے اور ان کے مقابلہ میں ایک لاکھ بیس ہزار ایرانی تھے۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۵۸)

جنگ یرموک میں بتیس ۳۲ ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں دو لاکھ رومی تھے (خلفاء راشدین ص ۱۱۸) اور مورخ اسلام علامہ عبد الرحمٰن بن خلدونؒ نے مشہور مورخ امام واقدیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یرموک میں چار لاکھ رومی مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما تھے (مقدمہ ص ۱۵۸) اور امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں سات لاکھ رومی مسلمانوں کے مقابلہ میں لڑے۔ ایک لاکھ پانچ ہزار قتل ہوئے اور چالیس ہزار گرفتار ہوئے اور اس میں صرف چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ (حاشیہ بخاری جلد ۱ ص ۳۶) جنگ یرموک میں کافروں کو شکست فاش ہوئی، اختتام جنگ پر جب لاشیں گنی گئیں تو معلوم ہوا کہ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے ہیں اور ایک لاکھ رومی جہنم رسید ہوئے ہیں۔ (خلفاء راشدین ص ۱۲۷) بلکہ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار رومی لقمہ اجل ہوئے (تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خانؒ) دور حاضر کے کافروں کو بھی اپنی کثرت پر گھمنڈ نہ ہو۔

جنگ اسپین میں بارہ ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں ایک لاکھ فوج تھی مگر فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی جس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ فاتح اندلس موسیٰ بن نصیرؒ نے اپنے غلام طارقؒ بن زیادؒ کو بارہ ہزار فوج دیکر راڈرک کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ دریا والڈیٹ کے کنارے مقابلہ ہوا جنگ شروع ہو گئی دونوں کی حالت اور قوت میں کوئی تناسب نہ تھا۔ ایک طرف ہر طرح کے اسلحہ سے آراستہ پیراستہ ایک لاکھ فوج تھی۔ اسپین بھر کے نامور اور بہادر جنگجو اور جاگیر دار تھے۔ اپنا ملک تھا، سامان رسد کی فراوانی تھی۔ دوسری طرف اپنے وطن سے دور کافی حد تک بے سرو سامان مگر دولت ایمان سے لبریز اور شوق شہادت سے سرشار بارہ ہزار مجاہد تھے، مقابلہ ہوا۔ کافر یہ امید باندھے بیٹھے تھے کہ ہم مٹھی بھر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینگے۔ لیکن فتح و شکست تو مالک الملک کے امر سے ہوتی ہے۔ راڈرک نے شکست فاش کھائی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ (فتوح الشام ص ۳۰۹، ص ۳۱۳) اور تاریخ کا یہ انوکھا واقعہ بھی مجاہدین کی اسی فوج کے

متعلق ہے کہ جب ان جیالے مجاہدوں نے کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کر لیا تو ساحل پر پہنچتے ہی طارق بن زیادؒ نے کشتیاں جلا ڈالیں۔ دریافت کرنے والوں نے دریافت کیا کہ ہم وطن سے دور ہیں اور واپسی کا ذریعہ یہی کشتیاں تھیں ان کو جلا ڈالنا دانشمندی نہ تھی اور شریعت کی رو سے سبب پر نگاہ رکھنا کوئی گناہ کی بات بھی نہیں، اب ہم وطن کیونکر پہنچیں گے؟ حضرت طارق بن زیادؒ نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر یہ فرمایا کہ جس ملک میں ہم نے قدم رکھا ہے یہ بھی تو ہمارا ہی ملک ہے ہمیں یہاں سے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم مسلمان ہیں اور خدا تعالیٰ کا سارا ملک ہی ہمارا ہے۔ یہ تھیں ان اولوالعزم لوگوں کی بالغ نظریں۔ بقول علامہ اقبالؒ

طارق چوں بر کنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن بازچوں رسیم
ترک سبب زروئے شریعت کجا روا ست؟
خندید و دست خود بہ شمشیر برد وگفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ما است

۴۶۳ھ میں قیصر ارمانوس دیو جانس تین لاکھ لشکر لے کر سلطان الپ ارسلان سلجوقیؒ المتوفی ۴۶۵ھ کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ الپ ارسلانؒ کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج تھی پہلے تو گھبرائے لیکن امام ابو نصر محمد بن عبد الملک الحنفیؒ نے فرمایا کہ ہم خدا تعالیٰ کے دین کے لیے لڑتے ہیں ہماری امداد وہ خود کرے گا ہمیں اپنی قلت کو ہرگز خاطر میں نہ لانا چاہیے۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور رب العزت نے مسلمانوں کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ (تاریخ اسلام جلد ۴ ص ۹۹) فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ایک فوجی مہم کے لیے تین ہزار کی کمک طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے تین حضرات بھیجے اور فرمایا کہ لو یہ تین ہزار ہیں۔ ان حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت خارجہ بن حذافہؓ حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ (سبل السلام جلد ۱ ص ۳۳۹ طبع مصر)

خلافت راشدہ کے دور میں ایک معرکہ میں جنگ یرموک کے ایک محاذ پر صرف ساٹھ مسلمانوں کا ساٹھ ہزار کافروں سے مقابلہ ہوا لیکن فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ کافروں نے شکست کھائی اور پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے۔ جنگ ختم ہونے پر جب لاشیں شمار کی گئیں تو معلوم ہوا کہ صرف دس لاشیں مسلمانوں کی ہیں دس ہزار لاشیں کافروں کی ہیں، اس شعر میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مزکی ستون هم ستون الفا ومع هذا تولوا مدبرينا

(مقدمہ حاشیہ مسلم الثبوت ص ۳) کہ ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کافروں کا مقابلہ کیا اور باوجود اس کثرت کے کافر میدان سے پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اے اسیر مالٹا کے نام لیوا! غور کر

اے حسین احمدؒ کے بیٹو! تم نے سوچا بھی کبھی
کیوں تمہارے در پہ آزار جاحل ہو گئے؟

کیوں بھلا ڈالا ہے تم نے سلف کی تاریخ کو
اس قدر کیوں تم تن آسانی پہ مائل ہو گئے؟

کل تمہاری بے زری کا دبدبہ تھا دہر میں
سیم و زر پہ کس لیے تم آج مائل ہو گئے؟

اب تو اٹھو اے خدا والو! خدا کے واسطے
اب تو حد یہ کہ رذائل بھی فضائل ہو گئے

کیا تمہاری بے نیازی نے دکھائے ہیں یہ دن
کیوں تمہارے دشمن جاں اہل باطل ہو گئے؟

غافلوں کے واسطے تم تازیانہ تھے کبھی
کیوں نہ جانے اپنے منصب سے ہی غافل ہو گئے؟

پرچم قرآن وسنت لے کے نکلو دوستو!
بدعتیں ہی عصر حاضر کے مسائل ہو گئے

اے اسیر مالٹاؒ کے نام لیوا! غور کر
تجھ سے مخفی کیوں اکابر کے شمائل ہو گئے

گفتنی ناگفتنی حالات سے اکرام اب
روح زخمی ہو گئی، ارمان گھائل ہو گئے

(جناب اکرام القادری خانیوال)